بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نقشِ آغاز

یورپ کے ہاتھوں پوری انسانیت بے چینی اور اضطراب میں مبتلا ہوئی، پریشانی انتشار اور بے یقینی کی اس بحرانی کیفیت نے رفتہ رفتہ پورے عالمِ اسلام کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا، مغرب کی خدا بیزار تہذیب اور مادیت پر کھڑا کیا گیا، تمدن طاعون کی طرح ہر سو پھیلنے لگا، اور آج بد قسمتی سے مملکتِ عزیز پاکستان بھی پوری شدت سے اسکی زد میں ہے، طبقاتی، علاقائی، لسانی اور نظریاتی جنگ ایک عفریت کی طرح اسے ہڑپ کرنا چاہتی ہے۔ اور تاریخ کی بے مثال قربانی سے حاصل کی گئی مملکت پر نزع کی سی کیفیت طاری ہے، مریض جان بلب ہے مگر مرض کی تشخیص کون کرے اور علاج کب موثر ہو جبکہ مرض کا علاج مرض ہی سے کیا جا رہا ہو اور اُسی عطار سے نسخۂ شفا مانگا جا رہا ہو جس نے زہر زہر کھلا کھلا کر مریض کو لبِ گور تک پہنچا دیا ہے۔ گویا حالت یہ ہے کہ ؎

تداویت من لیلی بلیلی عن الھوی     کما یتداوی شارب الخمر با الخمر

اس مصیبت اور ہولناک عذاب سے چھٹکارا ہم اُسی مادیت میں ڈھونڈ رہے ہیں، جس نے پوری انسانیت اور پورے عالمِ اسلام کو موت کے چوراہے پر کھڑا کر دیا ہے۔ مادیت خواہ مارکسزم اور سوشلزم کی شکل میں ہو یا مغربی نظامِ حیات اور وہاں کے معاشی نظاموں کی صورت میں، اسکی اساس خدا فراموشی، آخرت فراموشی، انسان کی اعلیٰ روحانی اور اخلاقی اقدار کی پائمالی پر ہے، اس کا خلاصہ جسم کی پرستش اور پیٹ کی عبادت کی ہے، وہ انسان کا رخ اعلیٰ سیرت، ستھرے کردار اور معنوی اقدار سے موڑ کر صورت کی زیبائش، معدہ کی پرورش اور خواہشات نفس کی تسکین کیطرف کر دیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج پوری کائنات اور پوری انسانیت کو مادہ اور معدہ کے پیمانہ سے ناپا جا رہا ہے۔ انسان کی تمام عالمی جدوجہد اجتماعی اور انفرادی ساری کوششوں کا محور دنیا کی چند روزہ زندگانی اور یہاں کی عیش کوشی رہ گئی ہے۔ پھر اس حرص و آز کی گہرائی اتنی شدید ہے کہ ڈیڑھ بالشت پیٹ نے زمین کو اسکی تمام وسعتوں کے ساتھ ہڑپ کر دیا مگر ہوسناکی بڑھتی گئی اور چاند ستاروں اور آسمانوں پر کمند ڈالی جانے لگی۔

---

خدا اور آخرت کے تصور سے آزاد انسان کی اس حیوانی فطرت کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان الفاظ سے اشارہ فرمایا کہ اگر اسے سونے کی دو بھری وادیاں بھی مل جائیں تو یہ تیسری کی تلاش میں رہیگا پیٹ اور خواہشات، یہ انسان جیسے ناتواں اور محتاج مخلوق کے فطری تقاضے تھے، قدرت نے اسے روکا نہیں بلکہ پوری فیاضی سے اس ساری کائنات کو عرش سے لیکر فرش تک اس کی جسمانی خدمت پر لگا دیا، یہ چاند، یہ ستارے، یہ آسمان، یہ زمین، یہ سمندر اور یہ ہوائیں، یہ بادل اور یہ بارشیں سب اسکی جسمانی حاجتوں اور تقاضوں کا مجسم جواب ہیں، وہ اس کے لئے مسخر ہیں، اور اس وسیع کائنات میں ابر و باد اور مہ و خورشید سب کی ترک تازیاں اسی مٹھی بھر جسم "جسدِ انسانی" کی خاطر ہیں، پھر کیا انسان جو کائنات کے ذرہ ذرہ، کیا ہوا کیا پانی، کیا دھوپ کیا مٹی، ہر چیز کا محتاج ہے، اس کا مقصد بھی صرف دیگر چرند اور پرند کی طرح چرنا کھانا پینا ہے۔ اگر یہی مقصد ہوتا تو بڑی حیرت اور تعجب کی بات ہوتی کہ ان چیزوں میں تو انسان سے ایک سے ایک بڑھ کر مخلوق چوپائے اور درندے موجود ہیں۔ کھانے پینے میں تو گدھا اور ہاتھی اس سے زیادہ آسودہ ہے، نہ ہل جوتنے نہ بونے نہ کاٹنے نہ صاف کرکے پکانے کی فکر ہے نہ پوشاک کی نہ مکان کی، شہوت رانی میں وہ ایک چڑیا کا مقابلہ نہیں کرسکتا قوت اور طاقت میں ایک معمولی درندہ اس پر غالب ہے، پھر یہ سراپا احتیاج ہے، مگر کائنات کی کوئی چیز اسکی محتاج نہیں، یہ عناصر اور مادیات کے بغیر پل بھر کے لئے زندہ نہیں رہ سکتا، مگر اسکی پوری نوع بھی مٹ جائے تو پانی، ہوا، آگ، چاند، سورج اور زمین کا کیا بگڑ سکتا ہے، پھر اس پر کیا سرخاب کے پر لگے ہوئے تھے کہ اسے پوری کائنات پر فضیلت دی گئی اور اسے اس عالم آب و گل میں اللہ کا خلیفہ بنایا گیا اور تمام عالمین پر اسکو شرافت اور کرامت دی گئی۔

---

موٹی سی بات ہے کہ اگر انسان کا مقصد پیدائش اور اس کا نقطۂ معراج صرف وہ ہوتا جو بیسویں صدی نے سمجھ لیا ہے کہ انسان صرف چھوٹے پیمانہ پر "کھاد کی ایک مشین" بن کر رہ جائے۔ حیوانات اور درندے بھی اسکی درندگی اور اس کے اٹھائے ہوئے شر و فساد سے سر پیٹ لیں۔ اسکی ہوسناکیوں کو دیکھ کر شیطان بھی الامان پکار اٹھے تو یہ چیز خدائے بزرگ و برتر کی حکمتوں اور اسکی شانِ عدل کے خلاف ہوتی کہ "کھاد کی مشین" کو پوری کائنات اور اسکی بزرگ ترین مخلوق ملائکہ تک ایسی فضیلت دی جائے اور سب کو اسکی بیگار میں لگا دیا جائے، اگر ہماری طبیعت ایک غیر منصفانہ اور عقل و فہم سے کوسوں دور کوئی فیصلہ گوارا نہیں کرسکتی، تو خدائے حکیم و علیم جیسی غیور ذات کی غیرت کب اسے گوارا کرسکتی تھی۔؟ آفرینش آدم سے لیکر اب تک وہ ہمیں میثاق ازلی کا دیا ہوا سبق دہرا دہرا کر کہہ رہا ہے کہ